حدیث وسنت

حافظ زبیر علی زئی

ڈاکٹر طاہر القادری اور موضوع روایات کی ترویج

✧ یہ بات بالکل سچ اور حق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا تكذبوا عليّ فإنه من كذَب عليّ فليلِج النار»

''مجھ پر جھوٹ نہ بولو، کیونکہ بیشک جس نے مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگا۔'' (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ ح۱۰۶، صحیح مسلم: ۱)

✧ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« من حدّث عني بحديث يرٰى أنه كذب فهو أحد الكاذبين »

''جس نے مجھ سے ایسی حدیث بیان کی جس کا جھوٹ ہونا معلوم ہو، تو وہ شخص جھوٹوں میں سے ایک (یعنی جھوٹا) ہے۔'' (صحیح مسلم قبل ح۱، ترقیم دارالسلام: ۱)

✧ ان احادیث اور دیگر دلائل کو مدنظر رکھ کر علماے کرام نے فرمایا کہ موضوع (یعنی جھوٹی، من گھڑت) روایت کا بیان کرنا حلال نہیں ہے۔ حافظ ابن الصلاح نے فرمایا:

"اعلم أن الحديث الموضوع شر الأحاديث الضعيفة ولا تحل روايته لأحد عَلِم حاله في أي معنى كان إلا مقرونًا بِبَيان وضعه "

(مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح ص ۱۳۰، ۱۳۱، دوسرا نسخہ ص ۲۰۱)

''جان لو کہ بے شک موضوع حدیث ضعیف اَحادیث میں سب سے بری ہوتی ہے اور حال معلوم ہونے کے بعد کسی شخص کے لئے اس کی روایت حلال نہیں ہے، چاہے جس معنی میں (بھی) ہو، سوائے اس کے کہ اُس کے موضوع ہونے کا ذکر ساتھ بیان کردیا جائے۔''

مگر افسوس ہے اُن لوگوں پر جو اَحادیث نبویہ اور آثارِ صحیحہ کے باوجود جھوٹی اور بے اصل روایتیں مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں اور آخرت کی پکڑ سے ذرّہ بھر بھی نہیں ڈرتے۔

✧ ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا: ایک شخص کی باچھیں چیری جارہی ہیں۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۱۳۸۶) یہ عذاب اس لئے ہورہا تھا کہ وہ شخص

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ بولتا تھا، لہٰذا آپ غور کریں کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے یا جھوٹ پھیلانے والے کو کتنا بڑا عذاب ہوگا!؟

✧ رسول ﷺ نے فرمایا: «وإياكم والكذب» (صحیح مسلم: ۲۶۰۷، ترقیم دارالسلام: ۶۶۳۹)
''اور (تم سب) جھوٹ سے بچ جاؤ۔''

✧ حافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) نے لکھا ہے:
"وأما الوضع في الحديث فباقٍ ما دام إبليس وأتباعه في الأرض"
''اور اس وقت تک وضعِ حدیث (کا فتنہ) باقی رہے گا، جب تک ابلیس اور اُس کے پیروکار رُوئے زمین پر موجود ہیں۔'' (المحلی: ۹/۱۳ مسئلہ: ۱۵۱۴)

معلوم ہوا کہ شیطان اور اُس کے چیلوں کی وجہ سے جھوٹی روایات گھڑنے اور ان کے پھیلانے کا فتنہ قیامت تک باقی رہے گا، لہٰذا ہر انسان کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور اپنی خیر منانی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ٹھکانا جہنم مقرر کر دیا گیا ہو اور بندہ اپنے آپ کو بڑا نیک، جنتی، مبلغ اور عظیم سکالر سمجھتا رہے!

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ جھوٹی روایات پھیلانے اور غلط بیانیاں لکھنے میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری☆ بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں، جس کی فی الحال دس (۱۰) مثالیں مع ثبوتِ وضع پیشِ خدمت ہیں:

❶ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سفید ٹوپی تھی جسے آپ پہنا کرتے تھے، وہ آپ کے سرِ اقدس پر جمی رہتی تھی۔
(المنهاج السوي ص ۷۷۰ ح ۹۸۵ بحوالہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۴/۱۹۳ [دوسرا نسخہ ۴/۳۳۳] کنز العمّال ۷/۱۲۱ ح ۱۸۲۸۵)

☆ موصوف کی تحریروں میں موضوع روایات گاہے بگاہے سامنے آتی رہتی ہیں۔ زیر نظر مضمون کی وضعی روایات کی طرح ان کی اپنی سند سے بیان کردہ ایک روایت 'مسلسل بالمصافحۃ' (قال رسول اللہ ﷺ من صافحني وصافح من صافحني إلی أربع دخل الجنة) بھی ہے جسے شہر اعتکاف میں ڈاکٹر صاحب کی طرف سے باقاعدہ سند کے طور پر تقسیم کیا جاتا رہا ہے اور اس کی رپورٹ ماہنامہ 'منہاج القرآن' میں بھی شائع ہوتی رہی ہے۔ ماہنامہ 'محدث' مارچ ۲۰۰۶ء میں 'روایت مسلسل بالمصافحہ کا تحقیقی جائزہ' از کامران طاہر کے نام سے اس خود ساختہ روایت کا تفصیلی رد بھی قابل مطالعہ ہے۔ (ادارہ)

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کو طاہر القادری صاحب نے بطورِ حجت اپنی کتاب میں پیش کیا ہے، حالانکہ اسکی سند میں عاصم بن سلیمان کوزی راوی ہے، جس کے بارے میں حافظ ابن عدی نے فرمایا:

" يعدّ فيمن يضع الحديث " (الكامل لابن عدي ۵/۱۸۷۷، دوسرا نسخہ ۶/۴۱۲)

''اُس کا شمار اُن لوگوں میں ہے جو حدیث گھڑتے تھے۔''

امام دارقطنی نے فرمایا:"بصري كذاب عن هشام وغيره"

''ہشام (بن عروہ) وغیرہ سے روایت کرنے والا بصری جھوٹا ہے۔''(الضعفاء والمتروكين:۴۱۲)

❷ کئی مجہول راویوں کی ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إذا كان يوم القيامة نادٰى منادٍ يا محمد! قُم فادخل الجنة بغير حساب، فيقوم كل من اسمه محمّد فيتوهم أن النداء له فلكرامة محمد لايُمنعون" (اللآلى المصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسيوطي :۱/۱۰۵)

''جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی پکارے گا: اے محمد! اُٹھ کر جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جاؤ، تو ہر وہ شخص جس کا نام محمد ہوگا یہ سمجھتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوگا کہ یہ نداء اُس کے لئے ہے، پس محمد ﷺ کی کرامت (بزرگی) کے سبب انھیں منع نہیں کیا جائے گا۔''

یہ روایت بیان کر کے جلال الدین سیوطی نے فرمایا:

" هذا معضل، سقط منه عدة رجال، والله أعلم " (ایضاً:ص۱۰۵،۱۰۶)

''یہ معضل (یعنی شدید منقطع) ہے، اس سے کئی راوی گر گئے ہیں۔ واللہ اعلم''

محدثین کی اصطلاح میں 'معضل' اُس روایت کو کہتے ہیں جس کے '' درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔'' (دیکھئے تذکرۃ المحدثین از غلام رسول سعیدی، ص۳۴)

متوالی کا مطلب ہے: اوپر نیچے، پے در پے، لگاتار۔

سیوطی کی بیان کردہ اس موضوع اور معضل روایت کو علی بن برہان الدین حلبی شافعی (متوفی ۱۰۴۴ھ) نے اپنی کتاب 'انسان العیون' یعنی السیرۃ الحلبیۃ میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

"وفي حديثٍ معضلٍ: إذا كان يوم القيامة ... " (۱/۸۳، دوسرا نسخہ:۱/۱۳۵)

اس روایت کو طاہر القادری صاحب نے اپنی علمیت کا اظہار کرتے ہوئے درج ذیل الفاظ

www.KitaboSunnat.com

میں نقل کیا ہے: ''مُعضل سے مروی حدیثِ مبارکہ میں ہے: إذا کان یوم القیامة...''

(تبرک کی شرعی حیثیت، ص ۵۸، اشاعت سوم، ستمبر ۲۰۰۸ء)

گویا کہ طاہر القادری صاحب کے نزدیک معضل نامی کوئی راوی تھا، جس سے یہ موضوع حدیث مروی ہے۔ سبحان اللہ !!

اُصولِ حدیث کی اِصطلاح معضل (یعنی منقطع) کو راوی بنا دینا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی طاہر القادری صاحب بہت بڑے 'ڈاکٹر' اور 'پروفیسر' ہیں۔ سبحان اللہ !

❸ ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ! (اے نبی کریم ﷺ) میں کسی ایسے شخص کو آگ کا عذاب نہیں دوں گا جس کا نام آپ کے نام پر (یعنی محمد) ہوگا۔ (إنسان العیون یعنی السیرة الحلبیة: ۱/۸۳، دوسرا نسخہ: ۱/۱۳۵)

اس روایت کو طاہر القادری صاحب نے روایت نمبر ا قرار دے کر بحوالہ انسان العیون بطورِ حجت پیش کیا ہے، حالانکہ انسان العیون (السیرة الحلبیة) نامی کتاب میں اس کی کوئی سند یا حوالہ موجود نہیں ہے۔

علامہ عجلونی حنفی اور ملا علی قاری نے بتایا کہ اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ (دیکھئے: کشف الخفاء ومُزیل الإلباس: ۱/۳۹۰ ح ۱۲۴۵، الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة ص ۲۰۱ رقم ۱۹۲)

ابونعیم والی روایت کی سند سیوطی کی کتاب ذیل اللآلي المصنوعة (ص ۲۰۱) میں موجود ہے اور ابونعیم کی سند سے ہی اسے مسند الفردوس میں نقل کیا گیا ہے۔ دیکھئے مسند الفردوس اور اس کا حاشیہ (۳/۲۲۰ ح ۴۴۹۱ وقال في الأصل: نبیط بن شریط)

اس کے راوی احمد بن اسحٰق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا: ''لا یحل الاحتجاج به فإنه کذاب'' ''اس سے حجت پکڑنا حلال نہیں، کیونکہ وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔'' (میزان الاعتدال: ۱/۸۳ ت ۲۹۶، لسان المیزان: ۱/۱۳۶)

کذاب کے موضوع نسخے سے روایت کو 'مشہور حدیثِ مبارکہ' کہہ کر بطورِ حجت نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بیان کرنیوالا ڈاکٹر طاہر القادری ترویج اکاذیب میں مصروف ہے۔

www.KitaboSunnat.com

④ ایک روایت میں آیا ہے کہ آدمؑ نے (سیدنا) محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے دعا کی تھی۔

طاہر القادری صاحب نے اس روایت کو بحوالہ المستدرك للحاكم (۲/۶۱۵) نقل کر کے لکھا ہے:

''اس حدیث پاک کو جن اجل علماء اور ائمہ وحفاظ حدیث نے اپنی کتب میں نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

① البيهقي في الدلائل، ۵:۴۸۹ ② ابونعيم في الحلية، ۹:۵۳

③ التاريخ الكبير، ۷:۳۷۴ ④ المعجم الصغير للطبراني، ۲:۸۲

⑤ الهيثمي في مجمع الزوائد، ۸:۱۵۳ ⑥ ابن عدي في الكامل، ۴:۱۵۸۵

⑦ الدر المنثور، ۱:۶۰ ⑧ الآجري في الشريعة ۴۴۲۔۴۲۵

⑨ فتاوٰی ابن تیمیہ، ۲:۱۵۰''

(عقیدۂ توحید اور حقیقتِ شرک، ص ۲۶۶، اشاعت ہفتم، جون ۲۰۰۵ء)

اس عبارت میں طاہر القادری صاحب نے نو (۹) مذکورہ کتابوں اور علماء کے بارے میں نو (۹) عدد غلط بیانیاں کی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

① امام بیہقی نے اس روایت کو صحیح نہیں کہا، بلکہ فرمایا:

"تفرّد به عبدالرحمٰن بن زيد ابن أسلم من هذا الوجه عنه وهو ضعيف (والله أعلم)" (دلائل النبوة: ۵/۴۸۹ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

''اس سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم منفرد ہوا، اور وہ ضعیف ہے۔'' (واللہ اعلم)

امام بیہقی نے تو راوی کو ضعیف قرار دیا ہے اور قادری صاحب کہہ رہے ہیں کہ اُنہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ سبحان اللہ!

② حافظ ابونعیم الاصبہانی کی کتاب حلية الأولياء (۹/۵۳) میں یہ روایت نہیں ملی اور نہ اسے ابونعیم کا صحیح قرار دینا ثابت ہے۔

③ التاريخ الكبير سے مراد اگر امام بخاری کی کتاب التاريخ الكبير ہے تو یہ روایت وہاں نہیں ملی اور نہ امام بخاری سے اسے صحیح قرار دینا ثابت ہے۔ اگر التاريخ الكبير سے مراد کوئی دوسری کتاب ہے تو اس کی صراحت کیوں نہیں کی گئی بلکہ یہ تو صریح تدلیس ہے۔

www.KitaboSunnat.com

④ المعجم الصغير للطبراني (۸۲/۲، ۸۳ ح ۱۰۰۵، بترقیمی) میں یہ روایت موجود ہے لیکن امام طبرانی نے اسے صحیح قرار نہیں دیا بلکہ فرمایا: یہ (سیدنا) عمرؓ سے صرف اسی اسناد (سند) کے ساتھ مروی ہے، احمد بن سعید نے اس کے ساتھ تفرد کیا ہے۔

⑤ حافظ ہیثمی نے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا، بلکہ لکھا ہے:

"رواه الطبراني في الأوسط والصغير وفيه من لم أعرفهم"

''اسے طبرانی نے الأوسط اور الصغیر میں روایت کیا اور اس میں ایسے راوی ہیں جنھیں میں نہیں جانتا۔'' (مجمع الزوائد: ۲۵۳/۸)

⑥ ابن عدی کی کتاب الکامل کے محولہ صفحے بلکہ ساری کتاب میں یہ روایت نہیں ملی۔

⑦ درّ منثور (۵۸/۱، دوسرا نسخہ ۱۳۱/۱) میں یہ روایت بحوالہ المعجم الصغير للطبراني، حاكم، الدلائل لأبي نعيم، الدلائل للبيهقي اور ابن عساکر موجود ہے، لیکن اسے صحیح قرار نہیں دیا گیا۔

⑧ الآجري نے اسے صحیح قرار نہیں دیا۔ (الشریعہ: ص ۴۲۷، ۴۲۸ ح ۹۵۶، دوسرا نسخہ: ۱۴۱۵/۳)

⑨ حافظ ابن تیمیہؒ نے اس روایت کو بحوالہ ابونعیم في دلائل النبوة نقل تو کیا ہے مگر صحیح قرار نہیں دیا، بلکہ عرش کے بارے میں صحیح اَحادیث کی تفسیر کے طور پر نقل کیا۔ (دیکھئے: مجموع فتاویٰ: ۱۵۰/۲، ۱۵۱) بلکہ ابن تیمیہؒ نے بذاتِ خود اس روایت پر جرح کی، فرمایا:

''اس حدیث کی روایت پر حاکم پر انکار کیا گیا ہے، کیونکہ اُنہوں نے خود (اپنی) کتاب المدخل میں کہا: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے موضوع حدیثیں روایت کیں...(قاعدة جليلة في التوسل والوسيلة ص ۸۵، مجموع فتاویٰ ج ۱ ص ۲۵۴۔۲۵۵)

فائدہ: مجھے عبدالاول بن حماد بن محمد انصاری مدنی حفظہ اللہ نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد (شیخ حماد الانصاری رحمہ اللہ) کو فرماتے ہوئے سنا:

"إن الاعتماد على الفتاوٰی التي في خمسة وثلاثين مجلدًا لا ينبغي وتحتاج إلى إعادة النظر وقد وجدّتُ فيها تصحيفًا وتحريفًا"

''بے شک پینتیس (۳۵) جلدوں والے فتاویٰ پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے اور (اس میں) نظر ثانی کی ضرورت ہے، میں نے اس میں تصحیف اور تحریف پائی ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

(نیز دیکھئے المجموع في ترجمة حماد الانصاري :۲/ ۲۳ ۷ فقرہ نمبر ۱۱۰)

معلوم ہوا کہ فتاویٰ ابن تیمیہ مطبوعہ پر اندھا دھند اعتماد صحیح نہیں بلکہ اس کی عبارات کو حافظ ابن تیمیہؒ کی دوسری عبارات پر پیش کرنا چاہیے۔

قادری صاحب کی نو (۹) غلط بیانیوں کے تذکرے کے بعد عرض ہے کہ مستدرک الحاکم وغیرہ کی روایتِ مذکورہ موضوع ہے۔ اسے حافظ ذہبی نے موضوع کہا اور باطل خبر قرار دیا۔ حافظ ابن حجر نے 'خبرًا باطلا' والی جرح نقل کر کے کوئی تردید نہیں کی یعنی حافظ ابن حجر کے نزدیک بھی یہ روایت باطل ہے۔ (دیکھئے: لسان الميزان :۳/ ۳۶۰، دوسرا نسخہ: ۴/ ۱۶۲)

❁ اگر کوئی کہے کہ حاکم نے اسے صحیح الإسناد کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تصحیح کئی وجہ سے غلط ہے۔ مثلاً:

① خود حاکم نے اس روایت کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں فرمایا:

"روٰی عن أبيه أحاديث موضوعة..." (المدخل إلى الصحيح ص ۱۵۴ ت ۹۷)

"اُس نے اپنے باپ سے موضوع حدیثیں بیاں کیں۔"

گویا وہ اپنی شدید جرح بھول گئے تھے۔

② حاکم کی یہ جرح جمہور علماء مثلاً حافظ ذہبی وغیرہ کی جرح سے معارض ہے۔

③ حاکم اپنی کتاب المستدرك میں متساہل تھے۔

④ اس کی سند میں عبداللہ بن مسلم راوی ہے، جس کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس کا عبداللہ بن مسلم بن رشید ہونا میرے نزدیک بعید نہیں ہے۔ (لسان المیزان ۳/ ۳۶۰)

اس ابن رشید کے بارے میں حافظ ابن حبان نے فرمایا: 'یضع' وہ (حدیثیں) گھڑتا تھا۔

(المجروحين: ۲/ ۴۴، لسان الميزان: ۳/ ۳۵۹)

❺ ایک روایت میں آیا ہے کہ "کوئی قوم مشورہ کے لئے جمع ہو اور محمد نام والا کوئی شخص اُن کے مشورہ میں داخل نہ ہو تو اُن کے کام میں برکت نہیں ہوگی۔" (موضح أوهام الجمع والتفريق للخطيب: ۱/ ۴۲۹، دوسرا نسخہ ۱/ ۴۴۶ ذکر أحمد بن حفص الجزري)

یہ روایت نقل کر کے طاہر القادری صاحب نے لکھا ہے کہ

"حلبی نے إنسان العيون (۱: ۱۳۵) میں کہا ہے کہ حفاظِ حدیث نے اِس روایت کی صحت کا

www.KitaboSunnat.com

اِقرار کیا ہے۔'' (تبرک کی شرعی حیثیت ،ص۶۰ حاشیہ۲)

عرض ہے کہ نہ تو حلبی نے انسان العیون (۱/۱۳۵، دوسرا نسخہ ۱/۸۳) میں یہ بات کہی ہے اور نہ حفاظِ حدیث نے اس کی صحت کا اقرار کیا ہے بلکہ حلبی نے روی کہہ کر اس روایت کو بغیر سند اور بغیر حوالے کے ذکر کیا ہے جبکہ حافظ ذہبی نے اس روایت کے راوی احمد بن کنانہ شامی پر ابن عدی کی جرح نقل کی، اور یہ حدیث مع دیگر اَحادیث نقل کر کے فرمایا:

''قلت:وھٰذہ أحادیث مکذوبة'' ''میں نے کہا: اور یہ حدیثیں جھوٹی ہیں۔''

(میزان الاعتدال:۱/۱۲۹ ت ۵۲۲)

حافظ ابن حجر نے اس جرح کو نقل کر کے برقرار رکھا اور کوئی تردید نہیں کی۔

(دیکھئے:لسان المیزان:۱/۲۵۰، دوسرا نسخہ:۱/۳۷۷)

حفاظِ حدیث نے تو اس روایت کو مکذوب (جھوٹی) قرار دیا ہے، لیکن طاہر القادری صاحب اسے صحیح باور کرانے کی فکر میں ہیں۔

❻ طاہر القادری صاحب نے امام ابوحنیفہ سے ایک روایت نقل کی:

'' میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا، اُنھوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:«طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ»

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

(امام ابوحنیفہ امام الائمہ فی الحدیث:۱/۴۸۷، ۴۸۶)

قادری صاحب نے اس کے لئے تین حوالے دیئے:

'' ① ابونعیم الاصبہانی، مسند الامام ابی حنیفہ:۱۷۶ (ہمارا نسخہ ص۲۴)

② خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۲۰۸، ۹: ۱۱۱

③ موفق، مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، ۱: ۲۸ ''

اس کے بعد قادری صاحب نے دیگر محدثین کے حوالے دیئے، جن کی روایات میں إمام أبو حنیفة قال:سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه یقول:'' کا نام ونشان تک نہیں لہٰذا اُن کا یہاں ذکر صحیح نہیں ہے۔

روایتِ مذکورہ کی تینوں سندوں میں احمد بن صلت حمانی راوی ہے، جسے امام ابن عدی،

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حبان اور امام دارقطنی وغیرہم نے کذاب قرار دیا اور حافظ ذہبی نے فرمایا:

" كذاب وضّاع" (ميزان الاعتدال:۱۴۰/۱)''وہ جھوٹا، حدیثیں گھڑنے والا ہے۔الخ''

تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ 'الحدیث' حضرو (عدد۲۷ص۱۲۔۱۳)

قادری صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ کذاب راوی کی منفرد روایت موضوع ہوتی ہے اور روایتِ مذکورہ کو کسی ثقہ وصدوق راوی کا امام ابوحنیفہ سے " قال سمعت أنس ابن مالك رضي الله عنه" کی سند سے بیان کرنا کہیں بھی ثابت نہیں ہے۔موٹی موٹی کتابیں لکھنے کے بجائے اگر چھوٹی سی مختصر اور صحیح احادیث والی کتاب ہو تو دنیا اور آخرت دونوں کے لئے مفید ہوسکتی ہے بشرطیکہ آدمی کا عقیدہ صحیح ہو اور کتاب سلف صالحین کے فہم ومنہج پر ہو۔

تنبیہ: روایتِ مذکورہ پر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے درج ذیل جرح فرمائی ہے:

اسے بشر (بن الولید) سے احمد بن صلت کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا اور یہ ابو یوسف سے محفوظ (یعنی صحیح ثابت) نہیں ہے اور انس بن مالک سے امام ابوحنیفہ کا سماع ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم (تاریخ بغداد:۲۰۸/۴)

دوسرے حوالے میں اس روایت کے بارے میں خطیب بغدادی نے فرمایا:

"لا يصح لأبي حنيفة سماع من أنس بن مالك وهذا الحديث باطل بهٰذا الإسناد ..." (تاریخ بغداد ۱۱۱/۹ ت ۴۷۱۹)

''انس بن مالک سے ابوحنیفہ کا سماع صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث اس سند سے باطل ہے...''

تاریخ بغداد کے مذکورہ حوالے پیش کرنا اور اس جرح کو چھپانا اگر خیانت نہیں تو پھر کیا ہے؟

❺ طاہر القادری صاحب نے امام ابوحنیفہ سے ذکر کیا کہ ''میں نے حضرت عبداللہ بن اُنیس سے سنا: اُنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا: تیری کسی چیز سے محبت تجھے اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔''

(المنهاج السوي ص۸۰۸ ح۱۰۴۶ بحوالہ جامع المسانيد للخوارزمي:۷۸/۱)

عرض ہے کہ مسند الخوارزمی کی اس روایت کا دارومدار أبو علی الحسن بن علی بن محمد بن إسحق دمشقی التمار پر ہے، جس نے اسے علی بن بابویہ اسواری

عن جعفر بن محمد بن علی بن الحسن عن یونس بن حبیب عن أبی داود طیالسی کی سند سے روایت کیا ہے۔ (جامع المسانید:۱/۷۸۔۷۹)

اس الحسن بن علی کے بارے میں امام ابن عساکر نے فرمایا:

"حدّث عن علي بن بابويه الأسواري عن أبي داود الطيالسي بخبر كذب والحمل فيه عليه أو علىٰ شيخه فإنما مجهولان"

''اس نے علی بن بابویہ اسواری عن ابی داود الطیالسی کی سند سے جھوٹی روایت بیان کی جس کا ذمہ دار وہ یا اُس کا استاد ہیں کیونکہ یہ دونوں مجہول ہیں۔''

(لسان المیزان:۲/۲۴۰، ۲۴۱، نیز دیکھئے:لسان المیزان:۲/۲۳۶)

سیدنا عبداللہ بن اُنیسؓ چون (۵۴) ہجری میں فوت ہوئے تھے اور امام ابوحنیفہ اَسّی (۸۰) ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھئے: تقریب التہذیب (۳۲۱۶، ۷۱۵۳)

اپنی پیدائش سے چھبیس (۲۶) سال پہلے فوت ہو جانے والے صحابی سے امام ابوحنیفہ کس طرح حدیث سن سکتے تھے؟ کیا انہی 'تحقیقات' کی بنا پر انہوں نے 'شیخ الاسلام' کا لقب اختیار کیا ہے؟!

❽ طاہر القادری صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوا اور میں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ ہجری میں ۱۶ سال کی عمر میں حج کیا پس جب میں مسجدِ حرام میں داخل ہوا میں نے ایک بہت بڑا حلقہ دیکھا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ کس کا حلقہ ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: یہ عبداللہ بن جزء زبیدی کا حلقہ ہے۔ پس میں آگے بڑھا اور ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے اور اسے وہاں وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔'' (المنهاج السوي ص ۸۰۹ ح ۱۰۴۸، بحوالہ جامع المسانید للخوارزمي ۱/۸۰، تاریخ بغداد للخطیب البغدادي ۴/۳۲ رقم ۹۵۶)

اس روایت کی دو سندیں ہیں:

① ایک میں احمد بن صلت حمانی ہے جو کہ بہت بڑا کذاب تھا۔ (دیکھئے مضمون ہذا، روایت نمبر ۶)

② الحسن بن علی دمشقی کذاب ہے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۷)

www.KitaboSunnat.com

اسکے باقی کئی راوی مجہول ہیں اور سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدیؓ اس جھوٹی روایت کے برعکس ۸۵، ۸۶، ۸۷ یا ۸۸ھ میں فوت ہوگئے تھے۔ (دیکھئے: تقریب التهذيب: ۳۲۶۲)

❾ طاہر القادری صاحب نے سیدنا ابو ہریرہؓ کی طرف منسوب سند سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شامی سفید ٹوپی تھی۔

(المنهاج السوي ص ۲۶۹ ح ۹۸۳، بحوالہ جامع المسانيد للخوارزمي ۱/۱۹۸)

اس روایت کا پہلا راوی ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری الحارثی کذاب ہے۔ اس کے بارے میں امام ابو احمد الحاکم الکبیر اور حاکم نیشاپوری صاحب المستدرك دونوں نے فرمایا: ''وہ حدیث بناتا تھا۔'' (کتاب القراءة للبيهقي ص ۱۵۴، دوسرا نسخہ ص ۱۷۸ ح ۳۸۸ وسنده صحيح إليهما)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے الكشف الحثيث عمن رُمي بوضع الحديث (ص ۲۴۸) لسان الميزان (۳/۳۴۸۔۳۴۹) اور میری کتاب نُور العينين (ص ۴۳)

نیز اس روایت میں کئی راوی نامعلوم ہیں۔

❿ طاہر القادری صاحب نے لکھا ہے:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک قدموں کو بھی یہ معجزہ عطا فرمایا کہ اُن کی وجہ سے پتھر نرم ہو جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدومِ مبارک کے نشان بعض پتھروں پر آج تک محفوظ ہیں۔''

① حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذا مَشٰى عَلَى الصَّخر غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِيْهِ وَ أَثرت (تبرک کی شرعی حیثیت، ص ۷۶، اشاعت سوم ستمبر ۲۰۰۸ء)

(زرقانی، شرح المواهب اللدنيه، ۵: ۴۸۲...... سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷، رقم: ۹)

''حضور نبی اکرم ﷺ جب پتھروں پر چلتے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کے نیچے وہ نرم ہو جاتے اور قدمِ مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔''

حالانکہ یہ روایت ذکر کرنے کے بعد زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے لکھا تھا:

'' وأنكره السيوطي وقال: لم أقف له علىٰ أصل ولا سند ولا رأيت من خرجه في شيء من كتب الحديث وكذا أنكره غيرُه لكن ...''

www.KitaboSunnat.com

''اور سیوطی نے اس (روایت) پر انکار کیا اور کہا: مجھے اس کی کوئی اصل یا سند نہیں ملی اور نہ میں نے دیکھا کہ حدیث کی کتابوں میں کسی نے اسے روایت کیا ہے، اور اس طرح دوسروں نے بھی اس (روایت) کا انکار کیا لیکن ... ''(المواهب اللدنية:۴۸۲/۵)

'لیکن' والی بات تو بے دلیل ہے اور سیوطی کی کتاب الجامع الصغیر میں یہ روایت قطعاً موجود نہیں بلکہ عبدالرؤف المناوی نے اسے الجامع الصغیر کی شرح میں ذکر کیا اور کہا: "ولم أقف له علىٰ أصل" مجھے اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔ (فيض القدير شرح الجامع الصغير:۹۱/۵ح ۶۴۲۸)

مناوی کی اس شرح کے شمائل والے حصے کو حسن بن عبید باحبشی (مجہول) نے الشمائل الشريفة کے نام سے دار طائر العلم سے شائع کیا اور اس کی ج ۱/ص ۹، رقم ۹ (الشاملہ) پر یہ روایت مناوی کی جرح کے ساتھ موجود ہے۔

محمد بن یوسف صالحی شامی نے کہا:

"ولا وجود لذلك في كتب الحديث البتة"

(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد ۷۹/۲، مکتبہ شاملہ)

''اور اس (روایت) کا کتبِ حدیث میں کوئی وجود نہیں ہے۔''

خلاصہ یہ کہ اس بے سند اور بے اصل (موضوع) روایت کو طاہر القادری نے حدیثِ رسول قرار دے کر عام لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

نوٹ: حال ہی میں دھرابی (چکوال) میں ایک بریلوی نے زمین پر پانچ فٹ سے زیادہ نشان کو نبی ﷺ کے قدمِ مبارک کا نشان قرار دیا تھا، جس کی 'زیارت' کے لئے بہت سے لوگ ٹوٹ پڑے تھے مگر بعد میں وقت ٹی وی والوں نے اس فتنے کی بروقت سرکوبی کر کے لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کر دیا کہ یہ حلوہ پکانے کے لئے استعمال ہونے والے چولہے کا نشان ہے اور یہ ثابت کر دیا کہ یہ سب فراڈ اور دھوکہ تھا۔ ❀❀❀

www.KitaboSunnat.com